QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

عورت کی امامت: مسلم مفکرین کی آراء پر مبنی تنقیدی جائزہ

A Woman's Leadership in Prayer: A Critical Review Based on the Opinions of Muslim Thinkers

Mahmooda Manzoor
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara, Pakistan Email: htd3030@gmail.com
Dr. Abdul ghaffar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara, Pakistan. Email: aghaffar488@gmail.com

This study critically explores the contentious issue of whether a woman can lead prayers (Salat) in Islam, analyzing perspectives from classical and contemporary Muslim scholars. The article reviews the positions of the four major Sunni schools of thought—Hanafi, Maliki, Shafi'i and Hanbali—as well as Shia jurisprudence, highlighting the diversity of opinions within Islamic law. Classical scholars have generally restricted the role of women in leading prayers, especially for mixed-gender congregations, with varying allowances for women-only congregations. However, modern debates have emerged, with some scholars advocating for a reevaluation of these restrictions in light of changing social contexts and interpretations of Islamic texts. This study also examines the influence of cultural and historical factors on the evolving views regarding women's leadership in prayer. By critically assessing these diverse perspectives, the article aims to contribute to the ongoing discourse on gender roles within Islamic practice, offering insights into the complexities and nuances of religious leadership and authority in Islam.

Keywords: leading the prayer, women, Sunni schools of thought, Muslim thinkers, historical factors.

تعارف:

انسانی معاشرتی نظام میں مرد اور عورت کے کردار کو اسلام نے خاص اہمیت دی ہے۔ ہر صنف کی اپنی ذمہ داریاں اور فرائض ہیں جو معاشرتی توازن برقرار رکھنے کے لئے اہم ہیں۔ عبادات، معاملات میں دونوں کا اپنا اپنا دائرہ کار ہے مرد کو نبوت، امامت، شہادت وگواہی، میراث وترکہ میں اگر عورت پر فوقیت حاصل ہے تو کچھ ایسے معاملات ہیں جو عورت کے حصے میں آتے ہیں اور مرد اس ثواب سے محروم ہے۔ مثلاً عورت اگر حاملہ ہے تو وضع حمل تک دن بھر اس کو روزہ رکھنے کا ثواب اور رات بھر کھڑے ہو کر عبادت کرنے کا ثواب ملے گا بچہ جنتے وقت اگر عورت مر جاتی ہے تو اعلیٰ شہید کا ثواب اور اگر بچ جاتی تو غازی کا ثواب ملے گا۔
دو سال یا جتنا بھی بچے کو اپنا دودھ (مدر فیڈ) پلاتی ہے تو ہر گھونٹ کے بدلے جو بچہ بھر رہا ہے اور چسکی کے بدلے جو بچہ چسکی دودھ کی لے رہا ہے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور یہ وہ اجر وثواب ہیں جو مرد کے حصے میں کبھی نہیں آسکتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ-"[1]

"اور تم کسی ایسے امر کی تمنا مت کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے۔"

ایک اور مقام پہ ارشاد ہوتا ہے:

"لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْاؕ-وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَؕ-وَ سْــٴَـلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا-"[2]

"مردوں کو ان کے کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کیے اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کیے اور اللہ سے اس کا فضل وکرم مانگتے رہو بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔"

مرد اور عورت دونوں کا دائرہ کار ہے کرائیٹیریا ہے تو دوسرے کو رشک وحسد کی نگاہ سے دیکھنا اور اللہ نے جو اسے فضل سے نوازا ہے اسکی تمنا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جبکہ اسلام مخالف جو تحاریک ہیں ان تحاریک کا مقصد ہی یہ رہا ہے کہ عورت کے اندر احساس کمتری و احساس محرومی کو اجاگر کرنا ہے خصوصاً نبوت، امامت، شہادت، قصاص، حدود میں شہادت، جمعہ عیدین کا وجوب اذان وخطبہ یہ امور مخصوصہ ہیں جو مردوں کے حصے میں آئے ہیں۔ اسلام نے عورت کے درجے کو بڑھایا ہے اور عورت کو توقیر بخشی ہے ایسی توقیر جو ملحدانہ تہذیب میں عورت کو ملی اور نہ مشرکانہ تہذیب میں ملی۔

بلکہ عبادات میں تو مرد اور عورت کو مساوی اجر وثواب کا وعدہ ہے لیکن مغرب نے (مسلم عورت کے اندر احساس کمتری واحساس محرومی کو اجاگر کرنے کیلئے تقریباً اپنے مادی وسائل جھونک دیے ہیں۔

حالانکہ یہ نرا پروپیگنڈا ہے اور تمام جدید شعبوں میں عورت کا درجہ مرد سے کم ہے اعداد وشمار کرکے دیکھ لیں آپ کو پتہ چل جائے گا عورتوں کا صدر اور وزیر اعظم آٹا میں نمک کے برابر ہے اور اسی طرح دیگر دوسرے مناصب میں بھی عورت کو محروم رکھا گیا ہے۔

---

[1] Al-Nisāʾ 4:32

[2] Al-Nisāʾ 4:32

علامہ ابن حزم نبوۃ النساء کے تحت قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل سے خواتین کی نبوت کو مبرین کرتے ہیں۔[3] علامہ ابن کثیر قصہ مریم علیہم السلام کے ذیل میں فرماتے ہیں:

"جہاں تک قول جمہور کا تعلق ہے تو ابو الحسن الاشعری اور ان کے علاوہ دوسرے علماء سے مروی ہے کہ اہلسنت وجماعت کے نزدیک نبوت صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے اور عورتوں میں سے کوئی بھی نبیہ نہیں ہو سکتی۔"[4]

اسلام پر اعتراض اٹھاتے ہیں کہ انھوں نے عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق نہیں دیے ہیں اور مثال کے طور پر عورت کی امامت کا مسئلہ زیر بحث لاتے ہیں۔

خواتین کی امامت کے متعلق احادیث:

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث بن نوفل انصاریہؓ کے بارے میں مروی ہے:

" وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِﷺيَزُورُهَا فِي بَيْتِهَا، وَجَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ لَهَا، وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا۔"[5]

"رسول اللہ ﷺ انسے ملنے کیلئے انکے گھر تشریف لے جاتے تھے اور ان کیلئے ایک موذن مقرر کیا جو ان کے لیے اذان دیتا تھا اور آپ نے ان کو حکم دیا (اجازت دی) کہ وہ اہل دار کی امامت کریں۔"

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

" أَنَّ عَائِشَةَ أَمَّتْ نِسْوَةً فِي الْمَكْتُوبَةِ فَأَمَّتْهُنَّ بَيْنَهُنَّ وَسَطًا۔"[6]

"حضرت عائشہؓ نے فرض نمازوں میں عورتوں کی امامت کی اور ان کے درمیان میں کھڑی ہوئیں۔"

حضرت عطاء سے روایت ہے:

"عَنْ عَائِشَةَ : أَنَّهَا كَانَتْ تُؤَذِّنُ وَتُقِيمُ وَتَؤُمُّ النِّسَاءَ وَتَقُومُ وَسَطَهُنَّ۔"[7]

"حضرت عائشہؓ اذان دیتی تھیں اور اقامت کہتی تھیں عورتوں کی امامت کرتی تھیں اور ان کے درمیان میں کھڑی ہوتی تھیں۔

---

[3] Ibn Ḥazm, Abū Muḥammad ʿAlī ibn Aḥmad al-Andalusī al-Ẓāhirī, *Al-Fiṣal fī al-Milal wa al-Ahwāʾ wa al-Niḥal (Cairo: Sharikat al-Saḥḥār li al-Ṭibāʿa wa al-Nashr, 2010 AD), 1/139-142.**

[4] Ibn Kathīr, *Al-Bidāyah wa al-Nihāyah, 2/235.

[5] Imām Abū Dāwūd Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd (Lahore: Maṭbaʿ Mujtabāʾī, 1405 AH), 1/88.

[6] Imām al-Bayhaqī, *Sunan al-Kubrā, 3/131.

[7] Imām al-Bayhaqī, *Sunan al-Kubrā, 3/131.

امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آتے۔ آپ نے ان کا نام شہیدہ رکھا ہوا تھا۔ ان کو قرآن زبانی یاد تھا۔ نبی ﷺ جب غزوہ بدر کے لیے نکلے تو کہنے لگیں:

"تَأْذَنُ لِي فَأَخْرُجَ مَعَكَ أُدَاوِي جَرْحَاكُمْ ، وَأُمَرِّضُ مَرْضَاكُمْ لَعَلَّ اللَّهَ تَعَالَى يُهْدِي لِي شَهَادَةً قَالَ : إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى مُهْدٍ لَكِ شَهَادَةً ۔فَكَانَ يُسَمِّيهَا الشَّهِيدَةَ ، وَكَانَ النَّبِيُّ -ﷺ- قَدْ أَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا ، وَإِنَّهَا غَمَّتْهَا جَارِيَةٌ لَهَا وَغُلاَمٌ كَانَتْ قَدْ دَبَّرَتْهُمَا فَقَتَلاَهَا فِي إِمَارَةِ عُمَرَ فَقِيلَ : إِنَّ أُمَّ وَرَقَةَ قَتَلَتْهَا جَارِيَتُهَا وَغُلاَمُهَا وَإِنَّهُمَا هَرَبَا فَأُتِيَ بِهِمَا فَصَلَبَهُمَا فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوبَيْنِ بِالْمَدِينَةِ۔فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ -ﷺ- كَانَ يَقُولُ انْطَلِقُوا نَزُورُ الشَّهِيدَةَ۔"[8]

" مجھے بھی اجازت دیں، تاکہ میں زخمیوں کو دوائی دوں گی اور مریضوں کی تیمار داری کروں گی۔ شاید اللہ مجھے بھی شہادت دے دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھے شہادت کا ہدیہ دینے والا ہے۔ آپ ﷺ ان کا نام شہیدہ لیتے تھے۔ نبی ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کروائے۔ ان کی لونڈی اور غلام نے مل کر ان کو عمرؓ کے دور حکومت میں مار ڈالا۔ کہا گیا کہ ام ورقہ کو اس کے غلام اور لونڈی نے قتل کر دیا ہے اور وہ دونوں بھاگ گئے۔ ان کو پکڑ کر لایا گیا اور سولی دی گئی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے صحیح فرمایا تھا کہ چلو ہم شہیدہ سے ملنے چلیں۔"

حضرت حجیرہ بیان کرتی ہیں:

"أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَمَّتْهُنَّ فَقَامَتْ وَسَطًا۔"[9]

"حضرت ام سلمہؓ نے عورتوں کی امامت کی اور ان کے درمیان میں کھڑی ہوئیں۔"

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ وَكَانَتْ تَؤُمُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ- أَذِنَ لَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا۔"[10]

"وہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں امامت کرتی تھیں اور آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی تھی کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت رائطہ حنفیہ سے روایت ہے:

"أَمَّتْنَا عَائِشَةُ فَقَامَتْ بَيْنَهُنَّ فِي الصَّلاَةِ الْمَكْتُوبَةِ۔"[11]

---

8 Imām Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn al-Bayhaqī, *Sunan al-Kubrā (Multan: Nashr al-Sunnah, n.d.), 3/130.

9 Imām Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn al-Bayhaqī, *Sunan al-Kubrā (Multan: Nashr al-Sunnah, n.d.), 3/131.

10 Imām ʿAlī ibn ʿUmar al-Dārquṭnī, *Sunan al-Dārquṭnī (Multan: Nashr al-Sunnah, n.d.), 1/404.

11. Imām ʿAlī ibn ʿUmar al-Dārquṭnī, *Sunan al-Dārquṭnī, 1/404.*

11 Imām ʿAlī ibn ʿUmar al-Dārquṭnī, *Sunan al-Dārquṭnī (Multan: Nashr al-Sunnah, n.d.), 1/404.

"حضرت عائشہؓ ہماری امامت کیا کرتی تھیں، آپ رضی اللہ عنہا فرض نماز میں خواتین کے درمیان کھڑی ہوا کرتی تھیں۔"

حضرت عکرمہ سے روایت ہے:

"تَؤُمُّ الْمَرْأَةُ النِّسَاءَ تَقُومُ وَسَطَهُنَّ۔"[12]

"عورت عورتوں کی امامت کرے اور ان کے وسط میں کھڑی ہو۔"

حجیرہ بنت حصین فرماتی ہیں:

"أَمَّتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ فَقَامَتْ بَيْنَنَا-"[13]

"حضرت ام سلمہؓ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔"

امام حاکمؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا انصاریہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ آؤ شہیدہ کے پاس جائیں اور ہم ان کی زیارت کریں اور آپ نے یہ حکم دیا تھا کہ ان کے لیے اذان دی جائے اور اقامت کہی جائے کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھائیں، مسلم بن ولید بن جمیع نے اس سے استدلال کیا ہے، میں اس مسئلہ میں اس حدیث کے سوا اور کسی حدیث متصل کو نہیں جانتا اور ہم نے حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ اذان دیتی تھیں، اقامت کہتی تھیں اور عورتوں کو نماز پڑھاتی تھیں۔[14]

خواتین کی امامت پر مفکرینِ حنابلہ کا مؤقف:

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

"سوال یہ ہے کہ عورت کا عورتوں کو نماز پڑھانا مستحب ہے یا نہیں؟ تو اس میں اختلاف ہے۔ امام احمد سے روایت یہ ہے کہ یہ مستحب ہے۔ حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، عطاء، ثوری، اوزاعی، امام شافعی، اسحاق اور ابو ثور سے روایت ہے کہ عورت عورتوں کی امامت کرائے اور امام احمد سے روایت یہ ہے کہ یہ غیر مستحب ہے، اصحاب رائے (فقہاء احناف) نے اس کو مکروہ کہا ہے، لیکن اگر وہ پڑھیں گی تو نماز ہو جائے گی۔ شعبی، نخعی اور قتادہ نے کہا ہے کہ نوافل میں عورت کا امامت کرانا جائز ہے، فرائض میں جائز نہیں۔ حسن بصری اور سلیمان بن یسار نے کہا عورت فرض میں امامت کرائے نہ نفل میں۔ امام مالک نے کہا ہے کہ عورت کسی شخص کی کسی نماز میں امامت نہ کرائے کیونکہ عورت کا اذان دینا مکروہ ہے اور اذان جماعت کی دعوت دینے سے عبارت ہے اور جب اس کے لیے جماعت کی دعوت دینا مکروہ ہے تو جماعت کرانا بھی مکروہ ہوا اور ہماری دلیل ام ورقہ کی حدیث ہے۔"[15]

---

[12] Imām ʿAlī ibn ʿUmar al-Dārquṭnī, *Sunan al-Dārquṭnī, 3/131.

[13] Imām ʿAlī ibn ʿUmar al-Dārquṭnī, *Sunan al-Dārquṭnī, 1/404.

[14] Imām Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Ḥākim al-Naysābūrī, *Al-Mustadrak (Makkah: Dār al-Yazā', n.d.), 1/203

[15] ʿAllāmah Mūwaffaq al-Dīn ʿAbd Allāh ibn Aḥmad ibn Qudāmah, *Al-Mughnī (Beirut: Dār al-Fikr, 1405 AH), 2/17.

خواتین کی امامت پر شوافع مفکرین کا موقف:

علامہ یحیی بن شرف نووی لکھتے ہیں:

"اگر عورت مردوں کو نماز پڑھائے تو مردوں کی نماز باطل ہو جائے گی اور اگر عورت عورتوں کو نماز پڑھائے تو جمعہ کی نماز کے سوایہ تمام نمازوں میں صحیح ہے اور جمعہ کی نماز میں دو قول ہیں زیادہ صحیح قول یہ ہے یہ نماز نہیں ہو گی اور دوسرا قول یہ کہ نماز ہو جائے گی۔"[16]

گویا شوافع اور حنابلہ کے نزدیک جمعہ کی نماز کے علاوہ عورت عورتوں کی ہر نماز میں امامت کر سکتی ہے۔

خواتین کی امامت پر مالکیہ مفکرین کا موقف:

علامہ قرطبی مالکیؒ لکھتے ہیں:

"امام بخاری نے حضرت ابو بکرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنالیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ قوم ہر گز فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنے معاملات کا والی عورت کو بنا دیا۔ اور امام ابو داؤد نے عبد الرحمٰن خلاد سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام ورقہ کی زیارت کے لیے ان کے گھر جاتے تھے اور آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک مؤذن مقرر کیا تھا جو ان کے لیے اذان دیتا تھا اور آپ ﷺ نے حضرت ام ورقہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھائیں۔ عبد الرحمان کہتے ہیں کہ میں نے ان کے مؤذن کو دیکھا وہ ایک بوڑھا شخص تھا۔ امام شافعی نے کہا جو مرد عورت کے پیچھے نماز پڑھے وہ اپنی نماز دہرائے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے علماء نے کہا ہے کہ عورت کی امامت مطلقاً صحیح نہیں ہے مردوں کے لیے نہ عورتوں کے لیے۔ امام مالک نے کہا کہ عورت کسی صورت میں امام نہ بنے اور اکثر فقہاء کا یہی قول ہے۔"[17]

خواتین کی امامت پر مفکرین احناف کا موقف:

علامہ المرغینانی الحنفیؒ لکھتے ہیں:

"وَيُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ اَنْ يُصَلِّيْنَ وَحْدَهُنَّ الْجَمَاعَةَ لِاَنَّهَا تَخْلُوْ عَنْ اِرْتِكَابِ مُحَرَّمٍ وَهُوَ قِيَامُ الْاِمَامِ وَسْطَ الصَّفِّ فَيُكْرَهُ كَالْعُرَاةِ لِاَنَّ عَائِشَةَ عَنْهَافَعَلَتْ كَذَالِكَ، وَحُمَلَ فِعْلُهَاالْجَمَاعَةَ عَلَى ابْتِدَاءِ الْاِسْلَامِ۔"[18]

"اکیلی عورتوں کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ فعل ارتکاب حرام سے خالی نہیں ہے اور وہ امام کا صف کے درمیان میں کھڑا ہونا ہے جیسے برہنہ لوگ کھڑے ہوتے ہیں اس لیے یہ فعل مکروہ ہے۔ اگر انہوں نے

---

[16] ʿAllāmah Yaḥyā ibn Sharaf al-Nawawī, *Sharḥ al-Muhadhdhab (Beirut: Dār al-Fikr, n.d.), 4/255.

[17] ʿAllāmah Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad al-Mālikī al-Qurṭubī, *Al-Jāmiʿ li Aḥkām al-Qurʾān (Iran: Intishārāt Nāṣir Khusraw, 1387 AH), 1/355.

[18] Burhān al-Dīn Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Abū Bakr al-Farghānī al-Marghīnānī, *Al-Hidāyah (Lahore: Maktabah Raḥmāniyyah, n.d.), 1/125.

ایسا کیا تو جو عورت امام بنے گی وہ صف کے درمیان میں کھڑی ہو۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح کیا تھا اور حضرت عائشہ کا عورتوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھانا ابتدائے اسلام پر محمول ہے۔"

علامہ ابن ہمام حنفیؒ لکھتے ہیں:

مبسوط میں اسی طرح لکھا ہے۔ علامہ سروجی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ یہ توجیہ درست نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺ اعلان نبوت کے بعد مکہ میں 13 سال رہے جیسا کہ امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور ہجرت کے ایک سال بعد مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ کی رخصتی ہوئی اس وقت ان کی عمر 9 سال تھی اور وہ 9 سال آپ کے پاس رہیں اور نماز میں امام یعنی امامت انہوں نے بلوغت کے بعد کی ہو گی۔ تو یہ ابتدائے اسلام کب ہے؟ لیکن اس کا یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ جب عورتوں نے مسجد میں جا کر آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنا شروع کر دیا تو یہ فعل منسوخ ہو گیا لیکن مستدرک میں یہ روایت ہے کہ حضرت عائشہ اذان دیتی تھیں، اقامت کہتی تھیں اور عورتوں کی امامت کرتی تھیں اور عورتوں کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔ اور امام محمد نے کتاب الآثار میں امام ابو حنیفہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رمضان کے مہینہ میں امامت کرتی تھیں عورتوں کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔ یہ بات معلوم ہے کہ تراویح کی جماعت نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد مروج ہوئی ہے اور سنن ابی داؤد میں ہے کہ حضرت ام ورقہ انصاریہ کو نبی ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھائیں اور ان کے لیے ایک مؤذن مقرر کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت ام ورقہ کو ان کے ایک غلام اور باندی نے چادر سے ان کا گلا گھونٹ کر ان کو ہلاک کر دیا تھا اور وہ زبان رسالت ﷺ کی پیشن گوئی کے مطابق شہیدہ ہو گئیں۔ عبد الرحمٰن نے کہا کہ میں نے ان کے مؤذن کو دیکھا تھا وہ بوڑھا شخص تھا یہ تمام روایات دعویٰ نسخ کی نفی کرتی ہیں۔ سنن ابی داؤد کی روایت کی سند میں ولید بن جمیع اور عبد الرحمان بن خالد انصاری پر ابن القطان نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ان دونوں کا حال معلوم نہیں لیکن امام ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن ہمام مزید فرماتے ہیں کہ ان احادیث کے جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ام ورقہ کو جو نماز پڑھانے کی اجازت دی تھی اس سے اس اجازت کا دوام اور استمرار لازم نہیں آتا اس لیے ہو سکتا ہے کہ بعد میں یہ اجازت منسوخ ہو گئی ہو اور حضرت عائشہ جو رمضان میں امامت کرتی تھیں اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ وہ تراویح کی امامت کرتی تھیں اور مصنف عبد الرزاق میں حضرت ابن عباس کا یہ قول ہے اور روایت کیا گیا ہے کہ عورت عورتوں کی امامت کرے اور ان کے درمیان کھڑی ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابن عباس کو ناسخ کا علم نہ ہوا ہو لیکن اس کے باوجود یہ سوال قائم رہے گا کہ وہ کونسا ناسخ ہے جس نے ان احادیث کو منسوخ کر دیا؟ بعض علماء نے یہ ذکر کیا ہے کہ سنن ابی داؤد اور صحیح ابن خزیمہ وغیرھا میں یہ حدیث ہے کہ عورت کا اپنی کوٹھری میں نماز پڑھنا حجرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری در کوٹھری میں نماز پڑھنا کوٹھری میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ بلکل اندرونی کوٹھری جماعت کی گنجائش نہیں رکھتی۔ اس حدیث کو بعض علماء نے حضرت عائشہ،

حضرت ام ورقہ، حضرت ابن عباس کی احادیث کا ناسخ قرار دیا ہے لیکن اس حدیث کا ناسخ ہونا واضح نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ واضح طور پر فرماتے ہیں:

"وَبِتَّقْدِيْرِ التَّسْلِيْمِ فَاِنَّمَا يُفِيْدُ نَسْخَ السُّنِّيَّة وَهُوَ لَا يَسْتَلْزِمُ ثُبُوْتَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيْمِ فِي الْفِعْلِ بَلِ التَّنْزِيْهِ وَمَرجَعُهَا اِلٰى خِلَافِ الاَوْلٰى۔"[19]

اگر اس کو ناسخ مان بھی لیا جائے تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ عورت کا امامت کرنا اب مسنون نہیں ہے اور یہ کراہت تحریم کو مستلزم نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ سے زیادہ اس فعل کا مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ ہونا لازم آئے گا پھر آپ نتیجۃً فرماتے ہیں کہ "اور ہم پر یہ لازم نہیں ہے کہ ہم اس کو مکروہ تحریمی ثابت کریں۔ ہمارا مقصود تو حق کی اتباع کرنا ہے خواہ وہ کسی جگہ ہو۔"

گویا مالکیہ مفکرین کے نزدیک عورت عورتوں کے لیے مطلقاً امامت کی اہل نہیں ہے جبکہ احناف بھی یہی رائے رکھتے ہیں لیکن علامہ ابن ھمام حنفی کے براہین قاطعہ خواتین کی خواتین کے لیے امامت کے جواز کو تقویت بخشتے ہیں۔ محقِّقہ و مرتِّبہ کے نزدیک علامہ ابن ھمام کا مؤقف معتدل، صحیح احادیث کے موافق اور شوافع و حنابلہ مفکرین کی آراء کی تائید کرتا ہے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ عورت کی تنہا نماز بہر حال جماعت سے افضل ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وَقِيَامُهُنَّ لَا تَزُوْلُ الْكِرَاهَةَ وَصَلَاتُهُنَّ فُرْدٰى اَفْضَلُ[20]

تہذیب مغرب کے اثرات:

ورجینیا کامن ویلتھ یونیورسٹی میں اسلامیات کی پروفیسر امینہ ودود نے جو مخلوط مردوزن کو امامت کروائی وہ دراصل مغربی پروپیگنڈا کا نتیجہ تھا یہ واقعہ 18 مارچ 2005ء کو نیویارک کے ایک گرجاگھر میں وقوع پذیر ہوا جب امینہ ودود شیطانی وصیہونی ایجنڈے کو فروغ دینے میں انکی مدد و معاون بنی۔

ایسی صورت حال تبھی وقوع پذیر ہو سکتی ہے جب نام نہاد روشن خیال طبقہ اور دین و شریعت سے ناواقف افراد دشمنان اسلام کا آلہ کار بن جائیں جیسا کہ 10 مارچ 2005ء میں پروفیسر امینہ ودود نے خوب اعلانات کروائے کہ وہ نیویارک میں مردوزن کے مخلوط اجتماع کو امامت کروائے گی اور شبانہ روز محنت کے باوجود تقریباً چالیس کے قریب مردوں نے اسکی اقتداء میں نماز پڑھی اور تقریباً ساٹھ خواتین اور بچے تھے۔

جہاں تک سنن ابی داؤد کی روایت کا تعلق ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر کی مسجد کا امام مقرر کیا تھا اور ان کا مؤذن بھی ایک مرد تھا اور وہ اپنے فرائض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور تک انجام دیتی رہیں تو اس کا جواب ڈاکٹر حمید اللہ نے خطبات بہاولپور میں دیا ہے کہ یہاں عام قاعدے میں استثناء کی صورت مہیا کی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے استثناء کی

---

[19] ʿAllāmah Kamāl al-Dīn ibn al-Humām, *Fatḥ al-Qadīr (Sukkur: Maktabah Nūriyyah Riḍawiyyah, n.d.), 1/307

[20] Fatāwā ʿĀlamgīrī, 1/85.**

ضرورتوں کے لیے یہ استثنائی تقرر فرمایا تھا۔اس حوالے سے ڈاکٹر صاحب نے اپنا دور حاضر کی ضرورتوں کے تناظر میں ایک ذاتی تجربہ بھی بیان کیاہے کہ جس میں نو مسلم شوہر کی طرف سے مشروط تعلیم کی خاطر مسلمہ بیوی شوہر کی امامت کر سکتی ہے۔[21]

جہاں تک نماز میں امامۃ النساء کے باب میں "ترک تقدم" کا مسئلہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تقدم امام خواتین کے لیے واجب نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ "زیادتی کشف" امام کے درمیان میں کھڑے ہونے کی وجہ سے مستلزم نہیں ہوتا۔ مزید بر آں خواتین جب شرعی پردہ میں ہوں گی تو زیادتی کشف کے کیا معنیٰ؟[22]

خلاصہ بحث:

اسلامی تعلیمات کے مطابق، مرد اور عورت دونوں کے حقوق اور فرائض مختلف ہونے کے باوجود ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ اگرچہ مردوں کو بعض معاملات میں فوقیت دی گئی ہے، مگر عورتوں کو بھی ایسے انعامات دیے گئے ہیں جو مردوں کو نہیں مل سکتے۔ اس توازن اور عدل کا مقصد ایک مثالی معاشرتی نظام کی تشکیل ہے جہاں دونوں اصناف اپنی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے معاشرتی استحکام میں اپنا حصہ ڈالیں۔ مغربی پروپیگنڈے کے برخلاف، اسلام نے عورتوں کو اعلیٰ مقام اور توقیر عطا کی ہے، جو دیگر تہذیبوں میں ناپید ہے۔
خواتین کی نماز میں امامت کی دو صورتیں ہیں: خواتین کا مردوں کو امامت کروانا اور خواتین کا عورتوں کو امامت کروانا۔ پہلی صورت بالاتفاق ناجائز ہے جبکہ دوسری صورت مختلف فیہ ہے۔ مالکیہ اور اکثر احناف مفکرین کے نزدیک خواتین کی خواتین کو امامت کروانا مکروہ ہے جبکہ جمہور یعنی شوافع، حنابلہ اور بعض احناف مفکرین کے نزدیک خاتون خواتین کی امامت کر سکتی ہے۔ مغربی تہذیبی روایت پہلی صورت کو جواز بخشنے کے لیے اور اسلام کی تہذیبی روایت کو سبوتاژ کرنے کے لیے سر توڑ کوشش کر رہی ہے جس کے نتیجہ میں بعض روشن خیال مسلم معاصر مفکرین اس کے مستقل جواز کے قائل ہو گئے ہیں جو کہ تشویش ناک عمل ہے۔

سفارشات:

۱۔ **اسلامی تعلیمات کا درست فہم:** مرد و عورت کے درمیان فرق کو سمجھنے کے لئے اسلامی تعلیمات کو صحیح طریقے سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ ضروری ہے کہ مسلمان عورتیں اپنی اہمیت اور وقار کو سمجھیں اور احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔
۲۔ **معاشرتی سطح پر تفریق کے خاتمے کے اقدامات*:** معاشرتی سطح پر مرد اور عورت کے حقوق کے بارے میں پھیلائے جانے والے غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے موثر اقدامات کیے جائیں۔
۳۔ **تعلیم و شعور کی اہمیت:** اسلامی تعلیمات کو صحیح معنوں میں سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے مرد و عورت دونوں کو دینی تعلیم و شعور فراہم کرنا ضروری ہے۔

---

[21] Dr. Ḥamīdullāh, *Khuṭbāt-e-Bahāwalpur (Islamabad: Idārah Taḥqīqāt-e-Islāmī, 1998 AD), p. 25.

[22] Muftī Muḥammad Khān Qādrī, *ʿAurāt kī Imāmat kā Mas'alah (Lahore: Ḥijāz Publications, n.d.), pp. 38-39.

۴۔ خواتین کی قدر و منزلت کا تحفظ: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کو وہ عزت اور وقار دیا جائے جو ان کا حق ہے، اور ان کو معاشرتی دباؤ یا مغربی پروپیگنڈے کا شکار ہونے سے بچایا جائے۔

۵۔ عورتوں کے لئے مواقع کی فراہمی: اسلامی معاشرت میں عورتوں کو ان کے حقوق فراہم کرنے اور انہیں معاشرتی، تعلیمی اور روحانی ترقی کے مواقع فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔

۶۔ مغربی پروپیگنڈے کا مقابلہ: مغربی معاشرتی نظام کے اثرات سے بچنے کے لئے مسلمانوں کو اپنی دینی واخلاقی قدروں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ مغربی پروپیگنڈے کے زیر اثر نہ آئیں۔

۷۔ متوازن معاشرتی نظام کا فروغ: اسلام کے اصولوں کے مطابق ایک متوازن معاشرتی نظام کو فروغ دینے کی کوششیں کی جائیں جہاں دونوں اصناف کے حقوق اور فرائض کو برابر سمجھا جائے۔

۸۔ فقہی مسائل کی تشریح وتوضیح: خواتین کی امامت جیسے مسائل پر مزید علمی بحث اور تحقیق کی جائے تاکہ درست اسلامی موقف کو عوام الناس تک پہنچایا جاسکے۔

اسلامی تعلیمات میں مرد وعورت کی تقسیم انصاف پر مبنی ہے اور اس میں ہر صنف کے لئے مساوی مواقع فراہم کیے گئے ہیں تاکہ وہ اپنی ذمہ داریاں بہترین طریقے سے انجام دے سکیں۔